سورة هود

آيات ٦١ - ٦٨

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾
قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ
مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً
فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾
وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾
فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِىٕذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ﴿۶۷﴾
كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا - اور (ہم بھیج چکے) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ - اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ - نہیں ہے تمہارا کوئی معبود سوائے اس کے

هُوَ اَنْشَاَكُمْ - اسی نے پیدا کیا ہے تم کو

أَنْشَأَ يُنْشِئُ ، إِنْشَاءً - پیدا کرنا (IV)

مِّنَ الْاَرْضِ - زمین سے

(ع م ر)

اِسْتَعْمَرَ يَسْتَعْمِرُ ، اِسْتِعْمَارًا - آباد کرنا، بسانا (X)

اردو میں: عمر، عمارت، معمور، معمار، استعمار، تعمیر

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا - اور بسایا تم کو اس میں

فَاسْتَغْفِرُوْهُ - پس تم لوگ مغفرت مانگو اس سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ - پھر پلٹو اسی کی طرف

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ - بیشک میرا رب قریب ہی ہے اور (دعائیں) قبول کرنے والا ہے

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا
فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّىْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا اُس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بسایا ہے لہٰذا تم اس سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے

And to Thamud We sent their brother Sali'h. He said: 'My people! Serve Allah; you have no god other than Him. He brought you into being out of the earth, and has made you dwell in it. So ask Him to forgive you, and do turn towards Him in repentance.68 Indeed My Lord is near, responsive to prayers .

محمد اقبال

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

- قومِ ہود کی تباہی کے بعد حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے اہل ایمان ساتھی جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی علاقے سے ہجرت کر کے شمال مغربی کونے میں جا آباد ہوئے۔ یہ حجر کا علاقہ کہلاتا ہے جو مدینہ سے شام جانے کے راستے میں واقع ہوا ہے، ان لوگوں کی نسل میں سے ثمود نام کی ایک بڑی قوم ابھری۔
- ان کا شمار بھی "عربِ بائدہ" یعنی قدین عربوں میں ہوتا ہے جو معدوم ہوگئے، عاد کے بعد عرب کی قدیم اقوام میں ثمود نے اپنی تمدنی و تعمیری ترقی کے اعتبار سے بڑی شہرت حاصل کی۔ان کا زمانہ تقریباً ۲۵۰۰ قبلِ مسیح کا ہے
- نزول قرآن سے پہلے اس کے قصے اہل عرب میں زباں زد عام تھے اور ان کا تذکرہ نہ صرف عرب علاقوں میں بلکہ یونان، اسکندریہ اور روم کے قدیم مورخین، جغرافیہ نویس اور شعراء کی تصانیف میں بھی ملتا ہے
- موجودہ زمانے میں مدینہ اور تبوک کے درمیان حجاز ریلوے پر ایک اسٹیشن پڑتا ہے جسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ یہی ثمود کا صدر مقام تھا اور قدیم زمانہ میں حجر کہلاتا تھا۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ کے رقبے میں وہ سنگین عمارتیں موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش تراش کر بنایا تھا اور اس شہر خموشاں کو دیکھ کر اندازہ کیا جاتا ہے کہ کسی وقت اس شہر کی آبادی چار پانچ لاکھ سے کم نہ ہوگی (ت - ق)
- ثمود کے لوگ چونکہ قومِ عاد کی باقیات میں سے تھے لہٰذا یہ قوم بھی جسمانی لحاظ سے انتہائی طاقتور اور لحیم شحیم تھے، چٹانوں کو کاٹ کر اور تراش کر گھر اور دیگر عمارات بناتے، وہ اس انجنیئرنگ میں بہت ترقی یافتہ تھے، کھیتی باڑی کے ہنر سے واقف تھے، انھوں نے خوب محنت کی جس کے سبب یہ علاقہ لہلہاتے کھیتوں اور سرسبز و شاداب باغات کا ایک خوشحال علاقہ بن گیا

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

- علوم وفنون میں ترقی کے باعث ان میں خود پسندی اور تکبر و نخوت ان کے کردار کا لازمی حصہ بن گئے تھے۔ دولت کی فراوانی نے انھیں خواہشات کا اسیر کردیا تھا۔ اس لیے ان کے اندر وہ تمام خرابیاں پیدا ہو گئ تھیں جو دولت پر جان دینے والوں اور اپنی ترقی پر ناز کرنے والوں میں بالعموم پیدا ہو جاتی ہے۔
- ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا، آپ نے بھی اپنی قوم کو وہی دعوت دی جو اس سے پہلے حضرت نوح اور حضرت ہود (علیہما السلام) اپنی اپنی قوموں کو دے چکے تھے یعنی قوم کو ایک واحد الله کی دعوت دی، اس لیے کہ انسان کے بگاڑ کی یہ بنیادی اور سب سے بڑی وجہ ہے (کہ انسان اپنے مالک اور خالق کو چھوڑ کر اس کی مخلوق کے آگے سجدہ ریز ہوتا پھرے)
- آپ نے بھی اپنی قوم کو بتایا کہ تمہارا الٰہ اور حاکم حقیقی بھی وہی ہے، اس نے تمہیں پیدا کیا ہے (اسی زمین کے جوہر سے) اور پھر نسل انسانی کا طریقہ یہ ٹھہرا کہ اسی زمین سے پیدا ہونے والی غذا انسان کے اندر مادہ تولید پیدا کرے گی اور یہی مادہ بقائے نسل انسانی کا ضامن ہوگا۔
- پھر فرمایا اسی زمین میں تمہیں آباد فرمایا۔ انسانی زندگی کی ضروریات کا سارا سامان رکھ دیا اس زمین میں۔ زمین میں قوت روئیدگی رکھی تاکہ انسان کی غذائی ضرورتیں زمین ہی سے اگائی جاسکیں۔ زمین ہی پر پانی کے ذخیرے جمع کردیئے۔ زمین کے نیچے بھی پانی کے سوتے رواں کردیئے، اوپر ایک مناسب فاصلے پر سورج چمکا دیا جس کی روشنی سے زندگی نمو پاتی ہے۔ چاند، ہوا اور آگ ہر چیز کو زمین کے اس باسی کی خدمت پر لگا دیا تاکہ اس کی آبادی کا سامان ہو سکے، اس نے تہذیبی اور تمدنی ضروتوں کے لیے تمہارے اندر اس کی صلاحیت پیدا کردی کہ اس کو بروئے کار لا کر تم تہذیب اور تمدن کو آگے بڑھاؤ.....

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

- اس کرۂ ارض پر انسانی زندگی کی لیے نا قابل احاطہ میسر نعمتوں اور بندو بست، اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت، اس کی صفت تخلیق کا کمال، اس کی صفت ربوبیت کی ہمہ گیری اور اس کی صفت رحمت کا ظہور قدم قدم پر انسان کو احساس دلاتا ہے کہ تم اس کا آستانہ چھوڑ کر کدھر سر گرداں پھر رہے ہو؟
- تمہیں تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر گزار ہونا چاہیے اور شکر گزاری کا ادنی تقاضا یہ ہے کہ اس کی نافرمانی نہ ہونے پائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، اس کی شان میں کوئی گستاخی نہ ہونے پائے لیکن تم نے ان میں سے کون سی بات ہے جس کا ارتکاب نہیں کیا
- اس کی ذات و صفات میں نجانے کس کس کو شریک ٹھہرایا۔ قدم قدم پر اس کی نافرمانیاں کیں۔ حتیٰ کہ تم نے زمین کو فساد سے بھر دیا۔ اب بھی اگر تمہیں کچھ احساس ہو جائے تو پھر سب سے پہلے اس سے استغفار کرو۔ یعنی اب تک جو نافرمانیاں کی ہیں اور غلط تصورات بنا رکھے ہیں ان سب سے ہاتھ اٹھالو
- اللہ کی طرف پلٹ آؤ۔ اس کے سامنے سپر ڈال دو اور اس سے یہ عہد کرو کہ آئندہ کوئی ایسا کام نہیں کروگے جس سے اللہ اور اس کے رسول نے روکا ہے اور ہر وہ کام کرنے کی کوشش کروگے جسے اللہ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمام غلط باتوں کو چھوڑ دینا اور اس پر ندامت کا اظہار کرنا ہی استغفار ہے
- میرا رب قریب بھی ہے اور دعاؤں اور التجاؤں کو قبول کرنے والا بھی۔ یعنی اس کو پانے کے لیے یہ کافی ہے کہ تم اخلاص کے ساتھ اس کی طرف توجہ کرو۔ تمہارے ان شفاء و شرکاء کی مطلق ضرورت نہیں ہے جن کو تم اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے شرط لازم ٹھہراتے ہو۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ

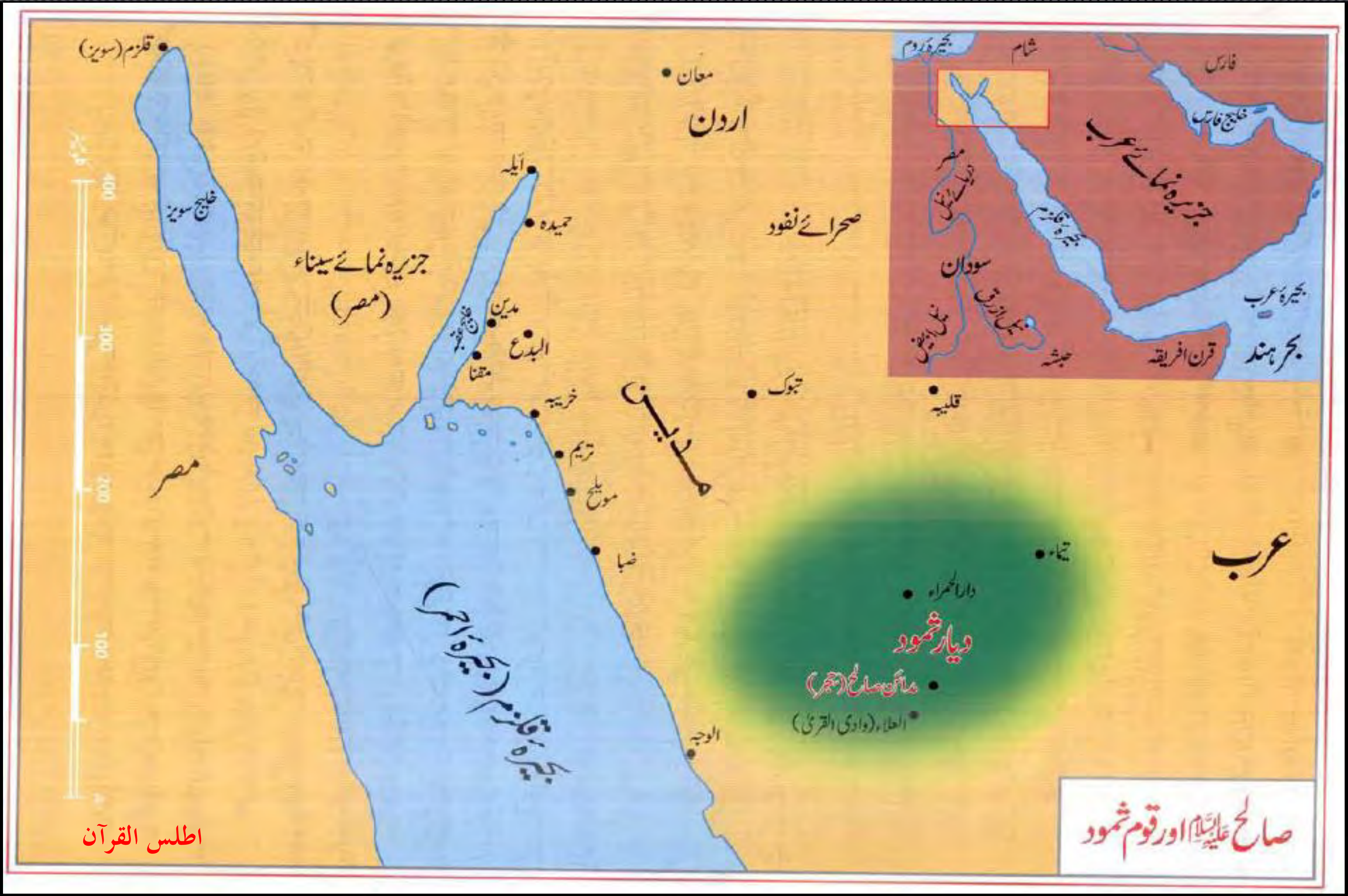

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

قَالُوْا يٰصٰلِحُ - انھوں نے کہا اے صالح !

قَدْ كُنْتَ فِيْنَا - تو یقیناً رہا ہے ہم میں

(ر ج و)

رَجَا يَرْجُو ، رَجاءً و رَجُوًّا - امید کرنا، امیدوار رہنا

مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ - امیدیں وابستہ کیا ہوا اس سے پہلے

مَرْجوا - وہ جس سے امیدیں وابستہ ہوں

اردو میں :

مَرْجُوًّا - اصل میں مَرْجُوٌّ تھا، دو واؤ اکٹھے ہوئے تو ان کا ادغام کر دیا گیا

اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ - کیا تم منع کرتے ہو ہمیں اس سے کہ ہم عبادت کریں

نَهَى يَنْهَى ، نَهْيًا - منع کرنا

مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا - ان کی جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا

وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ - اور یقیناً ہم شک میں مبتلا ہیں اس (طریقے) کے بارے میں

مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ - اس سے تو بلاتا ہے ہم کو جس کی طرف

أَرَابَ يُرِيْبُ ، إِرَابَةً - تردد میں ڈالنا، بے چین کرنا (IV)

مُرِيْبٍ - بے چین کر دینے والا ہے۔

مُرِيْب - تردد (شک) میں ڈالنے والا

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَ اٰتٰىنِىْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِىْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ - اُس نے کہا اے میری قوم ! کیا تم نے غور کیا (کہ)

اِنْ كُنْتُ - اگر میں ہوں

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ - ایک واضح شہادت پر اپنے رب کی طرف سے

بَیِّنَة - کھلی شہادت / دلیل

وَ اٰتٰىنِىْ مِنْهُ رَحْمَةً - اور اس نے دی ہو مجھ کو اپنے (پاس) سے ایک رحمت

فَمَنْ يَّنْصُرُنِىْ - تو کون مدد کرے گا میری

مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ - اللہ سے (بچنے میں) اگر نافرمانی کروں میں اس کی

عَصَى يَعْصِي ، عِصْيانًا
نافرمانی کرنا

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِىْ - اور نہیں اضافہ کر سکتے تم میرے لیے

زَادَ يَزِيدُ ، زِيادةً - بڑھانا، زیادہ کرنا

غَيْرَ تَخْسِيْرٍ - سوائے نقصان کے

خَسَّرَ يُخَسِّرُ ، تَخْسِيْرًا - نقصان پہنچانا (II)

تَخْسِيْر - نقصان

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ
يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾

انہوں نے کہا "اے صالحؑ، اس سے پہلے تو ہمارے درمیان ایسا شخص تھا جس سے بڑی توقعات وابستہ تھیں کیا تو ہمیں ان معبودوں کی پرستش سے روکنا چاہتا ہے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ تو جس طریقے کی طرف ہمیں بلا رہا ہے اس کے بارے میں ہم کو سخت شبہ ہے جس نے ہمیں خلجان میں ڈال رکھا ہے" صالحؑ نے کہا "اے برادرانِ قوم، تم نے کچھ اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک صاف شہادت رکھتا تھا، اور پھر اس نے اپنی رحمت سے بھی مجھ کو نواز دیا تو اِس کے بعد اللہ کی پکڑ سے مجھے کون بچائے گا اگر میں اُس کی نافرمانی کروں؟ تم میرے کس کام آ سکتے ہو سوائے اس کے کہ مجھے اور زیادہ خسارے میں ڈال دو

They said: 'O Salih! Until now you were one of those among us on whom we placed great hopes. Now, would you forbid us to worship what our forefathers were wont to worship? Indeed we are in disquieting doubt about what you are calling us to. Salih said: 'My people! What do you think? If I had a clear evidence from my Lord, and then He also bestowed His mercy upon me, who will rescue me from the punishment of Allah if I still disobey Him? You can only make me lose even more.

محمد اقبال

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾

حضرت صالحؑ کی دعوت پر قوم کا تبصرہ (مادہ پرستانہ ذہنیت کی عکاسی)

- حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت سن کر قوم نے آپ سے کہا کہ تمہاری ہوشمندی، ذکاوت، فراست، سنجیدگی، تمہار حسنِ تدبیر، یہ سب صلاحیتیں اور پر وقار شخصیت کو دیکھ کر ہم یہ امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ بڑے آدمی بنوگے۔ اپنی دنیا بھی خوب بناؤ گے، اپنی قوم کا نام روشن کروگے لیکن تم نے یہ توحید اور آخرت کا نیا راگ چھیڑ کر تو ہماری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔
- صالح علیہ السلام اور آپ کی قوم کا معاملہ اور مکالمہ - اور اس کی مشابہت آپ ﷺ اور مشرکین مکہ کی صورتحال سے

مشرکین مکہ بھی نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی بہترین قابلیتوں کے معترف تھے اور اپنے نزدیک یہ سمجھتے تھے کہ یہ شخص ایک بہت بڑا تاجر بنے گا اور اس کی بدار مغزی سے ہم کو بھی بہت کچھ فائدہ پہنچے گا۔ مگر جب آپ ﷺ نے توحید و آخرت اور مکارم اخلاق کی دعوت دینی شروع کی تو وہ آپ ﷺ سے نہ صرف مایوس، بلکہ بیزار ہو گئے اور کہنے لگے کہ اچھا خاصا کام کا آدمی تھا، خدا جانے اسے کیا جنون لاحق ہو گیا کہ اپنی زندگی بھی برباد کی اور ہماری امیدوں کو بھی خاک میں ملا دیا۔

- صالح علیہ السلام کی دعوت اور آپ کی قوم کا جواب - اسلام اور جاہلیت کے طرز استدلال کا نمائندہ (اور فرق کو بھی ظاہر کرتا ہے)
مشرک قوم کا جواب کہ ہمارے یہ معبود بھی مستحق عبادت ہیں اور ان کی عبادت ترک نہیں کی جا سکتی کیونکہ باپ دادا کے وقتوں سے ان کی عبادت ہوتی چلی آرہی ہے۔ (جاہلیت قدیم ہو یا جدید اس کا مزاج ہمیشہ سے ہی ایک جیسا رہا ہے)
- دعوت توحید اپنی دلنشین آواز، اور قوی براہین سے انسانی ذہنوں کو یقیناً متاثر کرتی ہے لیکن جب انسان جاہلیت، تعصب، اور تکبر کی وجہ سے اس کی مخالفت پر آمادہ ہو تو وہ ایک ذہنی خلجان میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کا اظہار انہوں نے کیا کہ اس دعوت کے سچا ہونے کے بارے ہم شک (خلجان) میں ہیں

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَاٰتٰٮنِىۡ مِنۡهُ رَحۡمَةً فَمَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ عَصَيۡتُهٗ فَمَا تَزِيۡدُوۡنَنِىۡ غَيۡرَ تَخۡسِيۡرٍ ۝٦٣

حضرت صالحؑ کا جواب

- آپ کی دعوت کے بارے میں جب قوم نے شک و شبے کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں جو دعوت دے رہا ہوں وہ میری فطرت کی آواز بھی اور وحی الٰہی کی تعلیم بھی مجھے براہ راست حاصل ہوئی، فرشتہ مجھ پر اس کا کلام لے کر اترتا ہے، میں اس فرشتے کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں، اس کے کلام کو اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔ زندگی کے بیشتر حقائق اس طرح میرے سامنے کھولے جاتے ہیں، جیسے انسان چیزوں کو چشم سر سے دیکھتا ہے، تمہاری اور میری مثال ایک اندھے اور بینا شخص کی ہے ۔

(روحانی، معنوی، علمی اور دعوتی زندگی میں بعض دفعہ ایسے مراحل آتے ہیں کہ ایک شخص یقین کے ساتھ ایک سچائی پر قائم ہے اور دوسرا گروہ جو اس سچائی کو سمجھنے سے قاصر ہے وہ اسے اپنے سامنے جھکانا چاہتا ہے۔ ایسی کشمکش تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف نتائج پیدا کر چکی ہے.......)

- حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا کہ میں جانتے بوجھتے اگر اس صداقت کا انکار کردوں جس کی طرف میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں تو یقیناً اس پر اللہ کی گرفت آئے گی۔ تو بتاؤ تم میں سے کون ہے جو مجھے اس کی گرفت سے بچا سکتا ہے؟ اس کی گرفت سے تو کوئی کسی کو نہیں بچا سکتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ تم میری بربادی اور ہلاکت میں اضافے کا سبب بن سکتے ہو۔ تمہاری وجہ سے میں اللہ کی نافرمانی کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر زندگی کے لیے تباہی اور کوئی نہیں۔

وَيٰقَوۡمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ قَرِيۡبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوۡهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِىۡ دَارِكُمۡ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ‌ؕ ذٰ لِكَ وَعۡدٌ غَيۡرُ مَكۡذُوۡبٍ ﴿٦٥﴾

وَيٰقَوۡمِ - اے میری قوم

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ - یہ ہے اللہ کی اونٹنی

نَاقَةُ ۔ اونٹنی (وہ اونٹنی جو جفتی کے قابل ہو چکی ہو)
قرآن میں سات جگہ ناقہ صالح کا ذکر آیا ہے

اونٹ کے لیے قرآن کریم میں 13 الفاظ :

لَكُمۡ اٰيَةً - تمہارے لیے ایک نشانی

فَذَرُوۡهَا ۔ تو تم لوگ چھوڑ و اس کو

وَذِرَ يَذِرُ ، وَذَرًا۔ چھوڑنا

تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ - کہ کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں

أَكَلَ يَأْكُل ، أَكْلاً ۔ کھانا

وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ ۔ اور مت چھونا اس کو برائی سے

مَسَّ يَمُسُّ ، مَسًّا ۔ چھونا

فَيَاۡخُذَكُمۡ ۔ ورنہ پکڑے گا تم کو (اللہ)

أَخَذَ يَأْخُذُ ، أَخْذًا ۔ پکڑنا (١٧)

عَذَابٌ قَرِيۡبٌ -ایک قریبی عذاب میں

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾

فَعَقَرُوْهَا - پھر انہوں نے ٹانگیں کاٹ ڈالیں اس کی

عَقَرَ يَعْقِرُ ، عَقْرًا - مجروح کرنا، کوچیں کاٹنا، ذبح کرنا - To Hamstring

کونچیں: پاؤں کے پٹھے جو پیچھے کی طرف ایڑی کے پاس ہوتے ہیں

اہل عرب اونٹ کو حلال کرنے سے پہلے اسکی کونچیں کاٹتے تاکہ بھاگ نہ جائے۔ پھر اس کو نحر کرتے

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا - تب (صالح نے) کہا! فائدہ اٹھالو

مَتَّعَ يُمَتِّعُ ، تَمْتِيْعًا - فائدہ اٹھانا (II)

فِيْ دَارِكُمْ - اپنے گھروں میں

دَار - گھر، جگہ، منزل، دنیا، آخرت

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ - تین دن

ذٰلِكَ وَعْدٌ - یہ وعدہ ہے (اللہ کا)

غَيْرُ مَكْذُوْبٍ - جو جھوٹا نہ ہوگا

كَذَبَ يَكْذِبُ ، كِذْبًا - جھوٹ بولنا

كِذْب - جھوٹ

مَكْذُوْب - (مفعول) جھوٹا ہونے والا (جھوٹا)

غَيْرُ مَكْذُوْب - جو جھوٹا نہیں ہے

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا
فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾

اور اے میری قوم کے لوگو، دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے اِسے خدا کی زمین
میں چرنے کے لیے آزاد چھوڑ دو اِس سے ذرا تعرض نہ کرنا ورنہ کچھ زیادہ دیر نہ گزرے گی کہ تم
پر خدا کا عذاب آ جائے گا
مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اس پر صالحؑ نے اُن کو خبردار کر دیا کہ "بس اب تین دن اپنے
گھروں میں اور رہ بس لو یہ ایسی میعاد ہے جو جھوٹی نہ ثابت ہو گی"

My people! This she-camel of Allah is a sign for you. So let her pasture on Allah's earth, and do not hurt her or else some chastisement - which is near at hand -should overtake you.

But they slaughtered her. Thereupon Salih warned them: 'Enjoy yourselves in your homes for a maximum of three days. This is a promise which shall not be belied.

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

قوم کا منہ مانگا معجزہ

- قرآن مجید کے دوسرے مقام (سورۃ شعراء آیات ۱۵۴ تا ۱۵۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ قومِ ثمود نے خود ایک ایسی حِسی نشانی کا حضرت صالح سے مطالبہ کیا تھا جو ان کے مامور من اللہ ہونے پر کھلی دلیل ہو۔ تو آخری مرحلے میں اس مطالبے کے جواب میں حضرت صالح نے اونٹنی کو پیش کیا
- یہاں قرآن کریم نے اس ناقہ کے بارے میں تفصیلات نہیں دی ہیں جو ان کے لیے ایک نشانی اور علامت تھی۔ لیکن اس ناقہ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ "اللہ کی اونٹنی" ہے۔ اور تمہارے لیے یہ ایک نشانی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ممتاز اونٹنی تھی اور وہ جانتے تھے کہ یہ ان کے لیے اللہ کی جانب سے ایک نشانی ہے
- آپ نے قوم کو بتایا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے اس لیے تم پر اس کا احترام ضروری ہے۔ اسے اللہ کی زمین میں چھوڑ دو۔ جہاں چاہے کھاتی پھرے۔ اس سے تعرض نہ کرنا اور روکنے کی کوشش نہ کرنا۔
- بعض روایات کے مطابق اس کی پانی کی باری مقرر کر دی گئی۔ بستی کے کنویں سے ایک دن وہ پانی پیتی تھی اور ایک دن بستی کے جانور پانی پیتے تھے۔ وہ چونکہ پورے کنویں کا پانی پی جاتی تھی اور چارہ بھی اسی مقدار سے کھاتی ہوگی اس لیے اس بات کا اندیشہ تھا کہ اس قوم کے بگڑے ہوئے لوگ تنگ آکر تمہیں اسے مار نہ ڈالیں۔ اس لیے حکم دیا کہ کسی برائی کے ارادے سے اسے چھونے کی بھی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہیں فوری اللہ کا عذاب آ پکڑے

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾

قوم ثمود کی سر کشی کا آخری فعل

کیا قومِ ثمود معجزے ے بعد ایمان لے آئی؟

- جو لوگ نظری دلائل کی قوت کو محسوس نہ کر سکیں وہ حسی دلائل کو دیکھ کر بھی اس سے عبرت پکڑنے میں ناکام رہتے ہیں چنانچہ معجزے کے بعد بھی حضرت صالح کی قوم اپنی سر کشی سے باز نہ آئی۔
- اس سر کش، منکِر حق اور مُتکَبِّر قوم نے وہی کیا جو اسے سزاوار تھا اور اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی نشانی یعنی اونٹنی کو مار ڈالا، حضرت صالح علیہ السلام سے انہوں نے چیلنج کے انداز میں کہا کہ ہم نے تمہاری اونٹنی کو تو مار ڈالا ہے اب اگر واقعی تم اللہ کے رسول ہو تو لے آؤ ہمارے اوپر وہ عذاب جس کا تم ہر وقت ہمیں ڈراوا دیتے رہتے ہو۔
- یہ قوم کی طرف سے حضرت صالحؑ کی تکذیب کا گویا آخری اور حتمی اعلان تھا، کہ ہم کائنات کے کسی خدا کو نہیں مانتے۔ تم جس خدا سے ڈراتے ہو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
- اس پر اللہ کا عذاب بھڑکا اور صالح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اپنی قوم سے کہہ دیجیے کہ اب تمہارے لیے صرف تین دن کی مہلت ہے۔اس کے بعد اللہ کے حکم سے تم تباہ کر دیئے جاؤگے، اور تین دن بعد ثمود کو ہلاک کر ڈالا گیا
- قومِ ثمود پر عذاب کیوں آیا؟ صرف اس لیے کہ انھوں نے اللہ کی نافرمانی میں انتہا کر دی اور وہ کسی طرح بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں —اس پر اللہ کا قانون حرکت میں آ جاتا ہے

وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡىِ يَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ ﴿۶۶﴾ وَ اَخَذَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ

وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا - پھر جب آ پہنچا ہمارا امر (عذاب)

أمْر - حکم، فیصلہ، عذاب

نَجَّيۡنَا صٰلِحًا - تو بچالیا ہم نے صالح کو

نجّى ينجّي ، تنْجِيةً - نجات دینا (II)

وَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ - اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ

بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا - اپنی رحمت خاص سے

وَ مِنۡ خِزۡىِ يَوۡمِئِذٍ - اور اس دن کی رسوائی سے (محفوظ رکھا)

خَزِيَ يَخْزَى ، خِزْياً - ذلیل ورسوا ہونا

خَزْيٌ - رسوائی

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ - بیشک تیرا رب ہی

الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ - قوت والا ہے بالادست ہے

وَ اَخَذَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا - اور پکڑا ان کو جنھوں نے ظلم کیا

الصَّيۡحَةُ - ایک چنگھاڑ نے

الصَّيْحَةُ - خوفناک چیخ، ہولناک چنگھاڑ، سخت ڈانٹ

فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَۙ﴿۶۷﴾ کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَا۠ كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ﴿۶۸﴾ ۟ع

فَاَصۡبَحُوۡا - تو وہ ہو گئے

أصْبَحَ يُصْبِحُ ، إصْبَاحًا - ایک حالت سے دوسری حالت میں ہو جانا

فِیۡ دِیَارِهِمۡ - اپنے گھروں میں

دِيار ، دار کی جمع (گھر)

جٰثِمِیۡنَ - اوندھے منھ گرنے والے

جَثَمَ يَجْثُمُ ، جَثْمًا - سینے کو زمین سے لگانا۔منہ کے بل لیٹنا

جَاثِم - اوندھے منہ لیٹنے / گرنے والا

کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡهَا - جیسے کہ وہ رہتے ہی نہ تھے اس میں

غَنِيَ يَغنَى ، غِنيً و غِنَاءً - آباد ہونا، مالدار ہونا

كَاَنْ - اصل میں كَاَنَّ تھا

اَلَاۤ - سن لو !

اَلَا - حرفِ تنبیہ

اِنَّ ثَمُوۡدَا۠ كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ - بیشک ثمود نے کفر کیا تھا اپنے رب کے ساتھ

اَلَا - سن لو !

بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ - پھٹکار ہے ثمود پر

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَ اَخَذَ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ
﴿٦٨﴾ ع

آخر کار جب ہمارے فیصلے کا وقت آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالحؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بچا لیا اور اُس دن کی رسوائی سے ان کو محفوظ رکھا بے شک تیرا رب ہی دراصل طاقتور اور بالا دست ہے . رہے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے . کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے سنو! ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا سنو! دور پھینک دیے گئے ثمود!

Then, when Our command came to pass, We saved Salih and those who shared his faith through Our special mercy, from the disgrace of that day. Truly Your Lord is All-Strong, All-Mighty.

And the Blast overtook those who were wont to do wrong, and then they lay lifeless in their homes, as though they had never lived there before. Oh, verily the Thamud denied their Lord! Oh, the Thamud were destroyed.

وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡیِ یَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۶۶﴾

قوم ثمود کا انجام

- تین دن کی مقررہ مدت گزرنے کے بعد اللہ کے عذاب نے انھیں آ پکڑا۔ لیکن اس عذاب سے پہلے اللہ نے حضرت صالح (علیہ السلام) اور ان پر ایمان لانے والوں کو اس عذاب سے بچانے کا سامان کیا۔
- یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کو کیسے بچایا گیا۔ کیونکہ عذاب کی ہولناکی کو دیکھتے ہوئے کسی بھی آدمی کا بچنا ناممکن تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھیں صرف عذاب ہی سے نہیں بچایا گیا بلکہ اس دن کی رسوائی سے بھی محفوظ رکھا گیا۔ رسوائی کی نوعیت کیا تھی، اس سے کس طرح بچایا گیا، یہ سب اسرار الٰہی ہیں جنھیں کوئی نہیں جانتا
- حضرت صالح (علیہ السلام) اور ان پر ایمان لانے والوں کو کہاں پناہ دی گئی، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے اور یہ جزیرہ نمائے سینا میں کی مقامی روایات میں بھی کہ جب ثمود پر عذاب آیا تو حضرت صالح (علیہ السلام) ہجرت کر کے وہاں سے چلے گئے تھے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جہاں اعتکاف کیا کرتے تھے اور جہاں آپ کو توراۃ دی گئی اس پہاڑ کے قریب ہی ایک پہاڑی کا نام نبی صالح ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہی جگہ آپ کی جائے قیام تھی۔
- آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو تسلی بھی - کہ قوت اور عزت کا اصل مالک تو تیرا رب ہی ہے۔ اگر اس میں سے کسی کو کوئی حصہ نصیب ہوتا ہے تو اسی کی عنایت سے نصیب ہوتا ہے تو تم مطمئن رہو جس طرح اس نے صالح کے دشمنوں کو ذلیل و پامال کر کے رکھ دیا اسی طرح تمہارے دشمنوں کو بھی ایک دن رسوا کر دے گا اور کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں بن سکے گا۔

وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾

عذاب کی نوعیت

- ثمود پر اللہ کا عذاب صرف ایک شکل میں نہیں آیا بلکہ کئی طرح کے عذاب بیک وقت آئے، اس عذاب کے لئے قرآن مجید میں مختلف تعبیریں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سرما کی باد صرصر، کڑک، اولے اور زلزلے کا عذاب بھیجا
- اس آفت کو یہاں الرَّجْفَة انتہائی اضطراب انگیز، ہلا مارنے والی (Earthquake) کہا گیا ہے ، دوسرے مقام پر اس کو صَاعِقَةِ بجلی کا ایک کڑاکا (Thunderbolt) کہا گیا اور تیسرے مقام پر اس کو الطَّاغِيَةِ The overpowering (Blast) کہا گیا - ان تینوں میں کوئی تعارض نہیں ، تینوں اسباب کی بازگشت ایک ہی چیز کی طرف ہے ، تینوں بیک وقت بھی ممکن ہیں
- تفاسیر میں ان کی تفصیلات بھی آئی ہیں، بعض اہل علم کی رائے تو یہ ہے کہ باد تند اور طوفان باراں کے ساتھ ساتھ زلزلہ بھی آیا جس میں خوفناک آوازیں تھیں۔ اور اگر بعض روایات کے مطابق یہ فرشتے کی آواز تھی جو اس قدر مہیب اور خوفناک تھی کہ اس کے شدید اثرات (Shock waves) سے قوم ثمود لوگوں کے جگر پھٹ گئے اور وہ اوندھے منہ اپنے گھروں میں گر گئے۔ اسی آواز کے ارتعاش سے یقیناً زمین پھٹی اور زلزلہ آیا ہوگا جس سے ان کی ساری بستیاں تباہ ہو گئیں اور ایک سرکش قوم کو عبرت کا نشان بنا کے رکھ دیا گیا آنے والی نسلوں کے لیے۔ لعنت اور ملامت کے ساتھ جھٹلانے والی ایک قوم صفحہ تقدیر اقوام کی کتاب سے پلٹ دیا گیا
- یہی وجہ ہے کہ یہ فرمایا گیا کہ ان کی بستیاں دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بستیوں کے مکین یہاں کبھی رہے ہی نہ تھے (یہ ایک نہایت موثر نظیر ہے، پر تاثیر احساس ہے، جس کے ساتھ زندگی اور موت کا منظر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے

اضافی مواد

Reference Material

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

- قومِ ہود کی تباہی کے بعد حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے اہل ایمان ساتھی جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی علاقے سے ہجرت کر کے شمال مغربی کونے میں جا آباد ہوئے۔ یہ حجر (Hegro) کا علاقہ کہلاتا ہے جو مدینہ سے شام (اور تبوک) جانے کے راستے میں (تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر کی مسافت پر) واقع ہوا ہے، ان لوگوں کی نسل میں سے ثمود نام کی ایک بڑی قوم ابھری (حقیقت یہ ہے کہ عاد اور ثمود ایک ہی دادا کی اولاد تھے اسی لیے انہین عادِ ثانی بھی کہ جات ہے)
- ان کا شمار بھی "عرب بائدہ" یعنی قدین عربوں میں ہوتا ہے جو معدوم ہوگئے، عاد کے بعد عرب کی قدیم اقوام میں ثمود نے اپنی تمدنی و تعمیری ترقی کے اعتبار سے بڑی شہرت حاصل کی، ان کا زمانہ تقریباً ۲۵۰۰ قبلِ مسیح کا ہے
- **لفظ ثمود** عربی زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنی قلیل پانی کے ہیں۔
- **قومِ ثمود کا ذکر** قرآن کریم کی 22 سورتوں میں 26 مرتبہ کیا گیا ہے
- **ان کا دارالحکومت** حجر نام کا شہر تھا (وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ - 15:80)، اس علاقے کو اب مدائن صالح کہا جاتا ہے جہاں اس قوم کے کھنڈرات باقی ہیں (اور دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو کی دعوت دے رہے ہیں)
- **قومِ ثمود کی خصوصیت**: ان کو بھی (عاد کی طرح) فنِ تعمیر میں کمال حاصل تھا، یہ اپنے وقت کی مہذب، ترقی یافتہ، طاقتور اور بڑی مالدار قوم تھی، پہاڑوں کو تراش کر بڑی بڑی عمارتیں بنانا اور سنگ تراشی سے بڑے بڑے بت بنانا، ان کا محبوب مشغلہ تھا

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

- قومِ ثمود کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا، آپ اپنی قوم کے ایک نیک ترین اور ذہین انسان تھے، آپ کی امانت و دیانت اور غیر معمولی قابلیت کی وہ قوم خود معترف تھی

آپ کی دعوت کا خلاصہ :

- آپ نے قوم کو وہی پیغام پہنچایا جو دوسرے تمام انبیاء علیہ السلام پہنچاتے رہے، آپ نے کہا، "اے برادرانِ قوم، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے، اپنی اس معصیت کی زندگی پر اللہ کے حضور توبہ کرو اور اس کی طرف پلٹ آؤ۔ یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قومِ عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اُس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔ پس اس کی قدرت کے کرشموں سے غافل نہ ہو جاؤ اور زمین میں فساد برپا نہ کرو"
- حضرت صالح علیہ السلام قوم کو مزید فرمایا " تم اپنے ان سرداروں اور رہنماؤں کی اطاعت چھوڑ دو جن کی قیادت میں تمہارا یہ ظالمانہ نظام زندگی چل رہا ہے۔ یہ کرپٹ لوگ ہیں، بداخلاقی کی ساری حدیں پار کر چکے ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے کوئی اصلاح نہیں ہو سکتی، تمہاری بھلائی اسی صورت میں ہے کہ اللہ سے ڈرو اور فساد پھیلانے والوں کی اطاعت چھوڑ کر میری اطاعت کرو، کیونکہ میں خدا کا رسول ہوں، میری امانت و دیانت کو تم پہلے سے جانتے ہو، اور میں ایک بے غرض آدمی ہوں، اپنے کسی ذاتی فائدے کے لیے اصلاح کا یہ کام کرنے نہیں اٹھا ہوں "
- حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو دعوت محض مذہبی تبلیغ نہیں تھی بلکہ یہ معاشرتی اصلاح، انفرادی اخلاق کی درستی اور سیاسی تبدیلی کی دعوت بھی ساتھ ساتھ موجود تھی (اس لیے کہ اللہ کے رسول معاشرے میں جزوی نہیں مکمل تبدیلی لاتے ہیں)

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

- حضرت صالحؑ کی دعوت کو تھوڑے سے افراد نے قبول کیا۔ قوم کی اکثریت اور بالخصوص اونچے طبقے نے اسے ماننے سے یہ کہہ کرانکار کردیا کہ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اس کو ہم نہیں مان سکتے۔اور انکار کی وجہ یہ بتائی کہ وہ بھی انسان ہیں تو ہم کیوں انہیں بڑا مانیں... وہ ہماری اپنی ہی قوم کے ایک عام فرد ہیں کوئی بڑے سردار نہیں ہیں
- پھر انہوں نے آپ سے ایک ایسی نشانی (معجزے) کا مطالبہ کر دیا جو ان کے پیغمبر ہونے کی واضح دلیل ہو، بعض روایت کے مطابق انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے تو اس سامنے کی چٹان سے ایک اونٹنی نکال کر دکھاؤ (علامہ ابن کثیر و دیگر مفسرین)
- آپ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی اور اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ اس جمِ غفیر کے سامنے چٹان پھٹی اور اس میں سے ایک حاملہ اونٹنی برآمد ہوئی۔ حضرت صالح (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ یہ اللہ کی نشانی ہے اپنا وعدہ پورا کرو اور ایمان لاؤ۔ اور یہ بھی کہ یہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے اس لیے تم پر اس کا احترام ضروری ہے۔ اسے اللہ کی زمین میں چھوڑ دو۔ جہاں چاہے کھاتی پھرے۔ اس سے تعرض نہ کرنا اور روکنے کی کوشش نہ کرنا، ایک دن یہ اکیلی پانی پیئے گی اور دوسرے دن پوری قوم کے جانور پئیں گے، اور اگر تم نے اسے ہاتھ لگایا تو تم پر خدا کا عذاب ٹوٹ پڑے گا۔
- کچھ ہی عرصے بعد قومِ ثمود کو اونٹنی کی موجودگی کھٹکنے لگی وہ انہیں اپنے ہرے بھرے باغات میں گھومتے دیکھنا ایک آنکھ نہ بھاتی تھی، پورے کنویں کا پانی پیتے دیکھ کر وہ اسے جادو سے تشبیہ دیتے، بالاخر سرکشی کی اس رسیا قوم نے اس اونٹنی کو ۹ افراد کی ایک جماعت اسے زخمی کیا اور قوم کے سردار (قدار بن سالف) تلوار سے اس کو مار ڈالا

حادثات کی وجوہات — طبعی عوامل یا امرِ الٰہی؟

- اونٹنی کے قتل کے بعد جب ان لوگوں نے دیکھا کہ کوئی عذاب نازل نہیں ہوا، تو مارے خوشی کے دیوانے ہو گئے اور جشن مناتے ہوئے چیخ چیخ کر حضرت صالحؑ کو چیلنج کرنے لگے کہ "تم جس عذاب سے ڈراتے ہو، اُسے لا کر دِکھاؤ"
- اونٹنی کا قتل در حقیقت اللہ کی الوہیت کے لیے ایک چیلنج تھا اور دوسرے لفظوں میں یہ کہنا تھا کہ ہم کائنات کے کسی خدا کو نہیں مانتے۔ تم جس خدا سے ڈراتے ہو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
- قوم پر اتمام حجت ہو چکا تھا، اللہ کے وعدے کے مطابق اب عذاب آنا ہی تھا، اللہ تعالیٰ نے صالح (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنی قوم سے کہہ دیجیے کہ اب تمہارے لیے صرف تین دن کی مہلت ہے۔ اس کے بعد تم تباہ کر دیئے جاؤ گے
- یہ تین دنوں کی قید کیوں لگائی گئی اور کیا ان تین دنوں میں طبعی عوامل نے باہم مل کر کوئی فیصلہ کیا تھا کہ ہم اس کے بعد ان پر حملہ آور ہوں گے؟
- اگرچہ سائنسدان ہمیشہ تمام بڑے حادثات کی طبعی وجوہات کا ذکر کرتے ہیں لیکن قرآن مجید یہاں واضح طور بتایا کہ اللہ نے انھیں تین دن کی مہلت دی اور عذاب ان پر ان کی سرکشی کے سبب سے آیا اور جب بھی کوئی عذاب آتا ہے تو طبعی تبدیلیوں سے نہیں آتا۔ البتہ طبعی تبدیلیاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہیں اور اس کائنات کا ہر پتا اسی کے حکم سے حرکت میں آتا ہے۔ زمین و آسمان میں کوئی تبدیلی اپنے طور پر وقوع پذیر نہیں ہو سکتی۔ زلزلہ آتا ہے تو یقیناً زمین کے نیچے کائناتی قوتیں اپنا عمل دکھاتی ہیں لیکن گمراہی کی بات یہ ہے کہ ان قوتوں کے بجائے اللہ کا محکوم سمجھنے کے خود مختار سمجھ لیا گیا ہے۔ ہمارے دانشوروں کے خیال میں پہاڑوں میں آتش فشانی پہاڑوں کی مرضی سے ہوتی ہے۔ زمین میں زلزلہ کائناتی قوتوں کی مرضی سے آتا ہے۔ مون سون خود بخود بنتا ہے اور بارشیں اپنے آپ برستی ہیں لیکن قرآنی نظریے کے مطابق ان سب کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

قوم ثمود کی ہلاکت

- اونٹنی کی ہلاکت کی نسبت پوری قوم کی طرف اگرچہ اس کو ہلاک ایک شخص نے کیا تھا اور یہ اس لئے کہ پوری قوم اس مجرم کی پشت پر تھی اور وہ دراصل اس جرم میں قوم کی مرضی کا آلہ کار تھا اس لیے الزام پوری قوم پر عائد کیا گیا ہے
- ہر وہ گناہ جو قوم کی خواہش کے مطابق کیا جائے، یا جس کے ارتکاب کو قوم کی رضا اور پسندیدگی حاصل ہو، ایک قومی گناہ ہے، خواہ اس کا ارتکاب کرنے والا ایک فرد واحد ہو۔ صرف یہی نہیں، بلکہ قرآن کہتا ہے کہ جو گناہ قوم کے درمیان علی الاعلان کیا جائے اور قوم اسے گوارا کرے وہ بھی قومی گناہ ہے۔

(رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا گزشتہ لوگوں میں سب سے بڑا شقی صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کرنے والا تھا اور آنے والے لوگوں میں سب سے بڑا شقی تیرا قاتل ہوگا - تفسیرِ مظہری)

- تین دن کے بعد اس قوم کو ہلاک کر ڈالا گیا - أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ - 11:68، أَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ - 69:5 تو ثمود ایک تباہ کن آفت میں ہلاک کر دیئے گئے
- قوم ثمود پر عذاب کے لئے قرآن مجید کی مختلف تعبیریں۔ اس آفت کو یہاں الرَّجْفَةَ انتہائی اضطراب انگیز، ہلا مارنے والی (earthquake) کہا گیا ہے، دوسرے مقام پر اس کو صَاعِقَةِ بجلی کا ایک کڑاکا (thunderbolt) کہا گیا اور تیسرے مقام پر اس کو الطَّاغِيَةِ (the overpowering blast) کہا گیا - ان تینوں میں کوئی تعارض نہیں، تینوں اسباب کی بازگشت ایک ہی چیز کی طرف ہے، تینوں بیک وقت بھی ممکن ہیں

قصہ صالحؑ و قوم ثمود کے رموز و اسباق

- حضرت صالح (علیہ السلام) کا قوم ثمود کیلئے پہلا اور اہم پیغام، خدا وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دینا تھا (تمام انبیاء علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو سب سے پہلے اسی چیز کی دعوت دی اور اسی بنیادی گرہ کو کھولا ہے اور یہ بتایا ہے کہ تم اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہو اس لیے تمہیں ہر صورت اسی کی بندگی اور غلامی کرنی ہے اور غلامی کا تعلق صرف پوجا پاٹ سے نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں سے ہے۔ توحید سے انحراف اقوامِ عالم میں فساد کی بنیادی وجہ رہی ہے)
- انبیاء (علیہم السلام) کے پاس دلائل ہوتے ہیں، وہ لوگوں کو علی وجہ البصیرت حق کی جانب بلاتے ہیں انہیں پورا پورا یقین ہوتا ہے کہ اللہ نے انہیں رشد و ہدایت کے لیے مامور فرمایا ہے، وہ کامل وثوق کے ساتھ اللہ کے دین کو پیش فرماتے ہیں
- قوم ثمود، اللہ تعالیٰ کے وجود پر اعتقاد رکھتے تھے۔ لیکن شرک کی بیماری میں مبتلا تھے (اللہ کے جوود پر یقین رکھنا، انسانی تاریخ کا بنیادی اعتقاد ہے)
- قومِ ثمود اپنے آباؤاجداد کے طور طریقے اور عقائد چھوڑنے کو تیار نہیں تھے (آباؤاجداد کے رسم و رواج پر چلتے چلتے لوگوں کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ وہ جمود کا شکار ہو جاتے ہیں اور ثابت شدہ اور واضح سچائی پر تعجب کرنے لگتے ہیں، عقائد پر دلیل و برہان پیش کرنے کی بجائے عقائد کو اپنے آباؤاداد کے عمل سے ثابت کرتے ہیں)
- عقیدہ توحید دراصل ذہنی جمود کے خلاف بغاوت ہے اور یہ عقیدہ انسان کو فکری آزادی عطا کرتا ہے اور یہ ہدایت کرتا ہے کہ عقل انسانی کو آباؤاجداد کے رسوم و قیود سے آزاد کیا جائے۔ اسی طرح وہم و خرافات سے بھی عقل انسانی کو نجات دی جائے اور ایسے عقائد کو قبول کیا جائے جسے عقل تسلیم کرتی ہو اور جس پر کوئی سند موجود ہو۔

قصۂ صالحؑ و قوم ثمود کے رموز و اسباق

- اللہ نے انسان کو زمین کے اجزاء سے پیدا کیا، اس میں بسایا، انسان زندگی کے لیے درکار تمام وسائل اس میں رکھ دیئے اور انسان کو زمین کی آبادکاری کی استعداد عطا کی کہ وہ زمین کے خزانوں اور وسائل و ذرائع کو بروئے کار لا کر خلیفہ ہونے کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کرے
- قوموں کا اللہ کے حضور گناہوں سے توبہ کرنا اور اس کی طرف رجوع کرنا اللہ کے قرب ، دنیوی خوشحالی اور اخروی فلاح کا باعث
- اللہ تعالیٰ انسانوں سے بہت قریب ہے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔
- صالح علیہ السلام (ایک داعی کی خصوصیات) - ایک سمجھدار، عاقل، پاکیزہ کردار جس کی سیرت کی پوری قوم معترف (دعوت الی اللہ کے لیے پاکیزہ کردار، مثبت ساکھ (Credibility)، مخصوص استعداد، بے لوث خیر خواہی، نیک نامی جیس صفات درکار ہوتی ہیں)- نبی اکرم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام ان صفاتِ حمیدہ سے متصف تھے
- دعوت کی عظمت - اللہ تعالیٰ اپنی دعوت مخلوق تک پہنچانے کے لیے انسانوں میں سے بہترین افراد کا انتخاب فرماتا ہے
- حضرت صالح (علیہ السلام) کی دعوت توحید اور شرک کے خلاف جہاد کے سبب قومِ ثمود ان سے وابستہ اپنی امیدوں پر پانی پھرتا ہوا دیکھ رہے تھے (دعوتِ الی اللہ کی طرف بلانے والے داعیین لوگوں کی ناپسندیدگی، ناموافقت اور دشمنی کا سامنا تک کرتے ہیں، تمام انبیاء علیہ السلام اور ان کے متبعین نے ایسے ہی ناموافق اور سخت حالات کا سامنا کیا)
- حق کو قبول کرنے کے موانع: قوم ثمود کی اکثریت نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا (انسانی معاشروں، قوموں اور قبائل کی باطل افکار و نظریات سے وفاداری، رکاوٹ بنتی ہے کہ جدید اور برحق نظریات اپنا مقام پیدا کریں)

قصۂ صالحؑ و قوم ثمود کے رموز و اسباق

- دعوت و تبلیغ میں نرمی و رفق : حضرت صالح علیہ السلام قوم کے انکار کے باوجود قوم سے انتہائی نرمی اور شفقت سے پیش آتے
- قوم ثمود، حضرت صالح علیہِ السلام سے یہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی دعوتِ توحید سے دستبردار ہو جائیں، جس پر انہوں نے قوم کو کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے میرے رب سے کوئی نہیں بچا سکتا (اپنے کافر رشتہ داروں کی خاطر خدائی ذمہ داریوں کو ترک کر دینا اللہ کی ناراضی اور خسارے کا موجب ہے۔)
- جاہلیت کا ہمیشہ ایک ہی مزاج ہوتا ہے اور پوری اسلامی تاریخ میں پیغمبر اور احیائے اسلام کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے ساتھ ایک ہی جیسا سلوک کیا گیا۔ اور پھر پیغمبروں نے بھی پوری تاریخ میں ایک ہی بات کی۔
- ناقۃاللہ اور ارض اللہ کی تعبیرات -اس بات کی غماز کہ یہ زمین اللہ کی ملکیت اور اس میں موجودات بھی اسی کی ملکیت ہیں
- عظیم الشان حسی معجزوں کی موجودگی میں بھی حق سے اعراض کرنی والی قومیں ایمان نہیں لائیں (جو لوگ نظری دلائل کی قوت کو محسوس نہ کر سکیں وہ حسی دلائل کو دیکھ کر بھی اس سے عبرت پکڑنے میں ناکام رہتے ہیں)
- ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تنبیہ کے باوجود اس معجزاتی اونٹنی کو ہلاک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے قومِ ثمود کو آ پکڑا اور انہیں نیست و نابود کر دیا گیا۔ (جب کوئی قوم اپنے نبی کی دعوت کو ٹھکرادیتی ہے۔ اعتقاد و عمل کی گمراہیوں اور فسق و فجور میں مبتلا ہو کر سرکشی پہ اتر آتی ہے۔ ان کا غرور اور تمرد جب عدل و انصاف کے تقاضوں کو روند ڈالتا ہے۔ جب مظلوم کو فریاد کرنے پر سزائیں دی جاتی ہیں تو ایسی قوم پر اللہ تعالیٰ ان کی بداعمالیوں کے باعث ایسا عذاب مسلط کرتا ہے کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا)

قصۂ صالحؑ و قوم ثمود کے رموز و اسباق

- نزول ناقہ اور قتل ناقہ کے درمیان مدت کے بارے میں قرآن میں کچھ بھی نہیں کہا گیا، کیونکہ مدت کے ذکر کا دعوت دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ محض ایک تاریخی پہلو ہے۔
- اونٹنی کو مارنے کا جرم اگرچہ ان کے ایک سرکش سردار نے کیا تھا، مگر قرآن نے اسے پوری قوم کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی متمردین بھی اس پر راضی تھے اور یوں اس جرم میں شریک
- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور اس کے ساتھیوں کو اس تباہ کن عذاب سے بھی محفوظ رکھا - وہ جس کو چاہے مبتلائے عذاب بھی کرسکتا ہے اور جسے چاہے بچا بھی سکتا ہے وہ ہر صورت پر یکساں قادر ہے - اللہ ایمان والوں کو کبھی رسوا نہیں کرتا
- اللہ تعالیٰ قوی (طاقتور) اور عزیز (ناقابل شکست) ہے، اس کے عذاب و عقوبت کو کوئی نہیں ٹال سکتا
- ہوا، پانی، آگ، زلزلہ، بادل، بجلی ... سب اس کے لشکری ہیں، اس کے لشکروں سے صرف وہی واقف ہے
- مشرکین عرب بھی حضور ﷺ سے ایسے ہی خارق عادت معجزات کے طلب گار تھے تاکہ وہ ایمان لائیں تو ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ قوم صالح (علیہ السلام) نے بھی معجزات طلب کیے۔ وہ آگئے انہوں نے نہ مانا اور ان کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ معجزات طلب نہیں کیا کرتے۔ اسلام تو ایک سادہ اور فطری دعوت ہے، اس کے قبول کرنے کے لیے کسی معجزے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے محض غور و فکر اور تعقل و تدبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جاہلیت کی وجہ سے لوگوں کی عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں اور ان کی عقل مسخ ہو جاتی ہے